تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	ہدایہ، جلد اوّل (تعارف، مقدمہ، کتاب الطہارات تا کتاب الزکوٰۃ)
مصنف	:	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانیؒ
ترجمہ و حواشی	:	ڈاکٹر محمد میاں صدیقی
ناشر	:	شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، فیصل مسجد، اسلام آباد
سالِ اشاعت	:	۲۰۰۶ء
صفحات	:	۶۵۲
قیمت	:	درج نہیں
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن*

دین کی اصل یعنی قرآن و سنت میں اخذ مطالب کے لیے غوطہ زن ہونا اور مقاصدِ شریعہ سے بہرہ مند ہونا ''علم فقہ'' کی غرض و غایت ہے۔ زیرنظر کتاب ''ہدایہ'' کے ترجمہ کی تقریظ میں مولانا ادریس کاندھلویؒ کا یہ مختصر جملہ فقہ کی تعریف کے لیے جامع ہے:-

''فقہ کے معنی فہم دقیق اور عمیق کے ہیں، یعنی قرآن و سنت کے عمق اور گہرائی تک پہنچ جانا یہ فقہ ہے''۔

حیاتِ مسلسل میں پیش آمدہ مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اُمت میں ایسے صاحب فہم و فراست کا وجود از بس ضروری تھا اور ہے جو بنیادی مآخذ سے استفادے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہوں اور حالاتِ زمانہ کا بھی پوری طرح ادراک رکھتے ہوں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اُمت کی فقہی تاریخ ایسی نابغۂ روزگار ہستیوں سے جگمگا رہی ہے جنہوں نے اپنی متاعِ زیست کا ایک ایک لمحہ تفقہہ فی الدین کے لیے وقف کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ہر زمانے کے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش فرمایا۔ اُن کی اصابت رائے کو جمہور اُمت نے قبول کر کے دین اسلام کی اس ہمہ گیریت کا بھی عملاً ثبوت پیش کیا۔ میری اس سے مراد یہ ہے کہ ''اجتہاد'' کو اُمت کی اکثریت نے قبول کیا۔ امام مالکؒ ہوں یا امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ ہوں یا امام ابوحنیفہؒ اُن کو

☆　ایسوسی ایٹ پروفیسر / مدیر ''فکر و نظر''، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

جو شہرت دوام حاصل ہوئی یا اُن کی مساعی کو جو قبولیت عامہ حاصل ہوئی وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اُمت کا معتدبہ طبقہ اجتہادی کوششوں کو سلام پیش کرتا ہے۔ آج بھی درپیش مسائل اُن کا تعلقات سیاسیات سے ہو، اجتماعیات سے ہو، عبادات سے ہو یا اخلاقیات سے، اگر اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ مند کوئی فرد یا جماعت اُن مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرے تو اُسے ضرور قبولیت حاصل ہوگی۔ مگر ''عالمان کم نظر'' کی فتنہ پردازیوں کو دیکھ کر ''اقتدا بر رفتگاں'' کو ہی محفوظ تر سمجھا جاتا ہے: ورنہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے گا۔ اصحاب فکر و دانش کے لیے امام ابوحنیفہؒ کا یہ ارشاد مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے:

> ''میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اگر وہاں مسئلہ کا کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر سنت رسول ﷺ کی طرف رُخ کرتا ہوں، اگر ان دونوں مصادر میں بھی کوئی حکم نہ ملے تو اقوالِ صحابہؓ تلاش کرتا ہوں۔ جس صحابی کا جو قول حسب موقع ہوتا ہے اسے لے لیتا ہوں، نہیں ہوتا تو چھوڑ دیتا ہوں۔ اقوالِ صحابہ کے دائرہ سے باہر قدم نہیں رکھتا لیکن جب معاملہ صحابہؓ سے نکل کر ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، عطاء اور سعید بن مسیّب (رحمہم اللہ) تک پہنچتا ہے تو پھر بات یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں''۔

زیر نظر ''ہدایہ'' مؤلفہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانیؒ کا اُردو ترجمہ فقہی کتب کے تراجم میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ یہ ترجمہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے سابق محقق اور علمی دُنیا کی معروف شخصیت ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ ہدایہ کی ایک خصوصیت سے متعلق مترجم رقم طراز ہیں:

> ''ہدایہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فرد کی زندگی کا بھی احاطہ ہے اور جماعت کی زندگی کا بھی۔ ایک فرد کو بحیثیت مسلمان جتنے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے اِن سب کی تفصیل اس میں موجود ہے۔ مثلاً عبادات، نکاح، طلاق، خلع، دیگر معاشرتی مسائل، خرید و فروخت، حوالہ، کفالہ، رہن، شفعہ وغیرہ اور اجتماعی مسائل میں حدود، تعزیرات، دیت، قصاص، جہاد، عدالتی نظام، سیاسی و انتظامی امور اور مشارکت وغیرہ جیسے بنیادی مسائل کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے''۔

ترجمہ کس حد تک قابل اعتبار ہے اس سے متعلق حضرت مولانا ادریس کاندہلوی جیسے جیّد

عالم دین اور جو مترجم کے والد گرامی بھی ہیں کی رائے سے اقتباس پیش خدمت ہے:

''علم فقہ کی اس جلیل الشان کتاب کے ترجمہ کی سعادت میرے لخت جگروں کو حاصل ہوئی یعنی عزیزی مولوی حافظ محمد مالک سلمہ و عزیزی مولوی حافظ محمد میاں صدیقی...... اس ترجمہ کو ناچیز نے مختلف مواقع سے دیکھا بحمدہٖ تعالیٰ صحیح اور سلیس، مطلب خیز اور ایجاز و اطناب کے درمیان پایا۔ ایجاز و اختصار کے ساتھ تخریج احادیث بھی اس میں پائی جس سے مزید مسرت ہوئی، اس لیے کہ تخریج اگرچہ اجمالی ہو مگر موجب مسرت و بصیرت وطمانینت ہے''۔

ہدایہ کے چند تراجم پہلے سے موجود ہیں، انگریزی میں چارلس ہملٹن کا ترجمہ، فارسی کے ترجمہ پر مترجم کا نام مرقوم نہیں۔ اُردو تراجم میں مولوی سیّد امیر علی ملیح آبادی کے علاوہ غایۃ السعادۃ کے نام سے مولانا محمد حنیف گنگوہی کا ترجمہ اور محمد جمیل احمد کا اشرف الہدایہ موجود ہیں۔ پروفیسر غازی احمد صاحب نے بھی مختلف ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ اس اُردو ترجمہ کے باوجود ان دو بھائیوں مولانا محمد میاں صدیقی اور مولانا محمد مالک کو ترجمہ کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس میں کیا بہتری کی صورت پیش آئی، مولانا محمد میاں صدیقی رقمطراز ہیں:

''اس ترجمہ میں ایک اہتمام تو یہ کیا کہ ہدایہ کی خط کشیدہ عبارت کے ترجمہ کو بھی خط کشیدہ کر دیا گیا ہے۔ ہدایہ کی عبارت سے کوئی لفظ یا فقرہ ہے تو اس کو قوسین میں کر دیا ہے۔ تشریحات کے لیے حواشی دیئے گئے ہیں۔ ایک اہم اور مفید اضافہ مولانا سیّد محمد داوٗد غزنوی مرحوم کے مشورہ سے کیا ہے، وہ یہ کہ صاحب ہدایہ نے احکام و مسائل اور دلائل کے ضمن میں جو احادیث درج کی ہیں، حاشیہ میں اُن کی تخریج کر دی گئی ہے یعنی حدیث کا حوالہ دے دیا ہے کہ یہ فلاں مجموعہ حدیث میں فلاں باب کے تحت مذکور ہے۔ صاحب ہدایہ بعض مقامات پر حدیث کا حوالہ تو دے دیتے ہیں مگر اس کا پورا متن درج نہیں کرتے، ایسے مقامات پر ہم نے حاشیہ میں حدیث کا متن نقل کر دیا ہے''۔

زیرنظر ترجمہ شریعہ اکیڈمی نے زیورطبع سے آراستہ کیا ہے۔ مترجم کے مطابق اس میں مزید درج ذیل اضافے کیے گئے ہیں:

''تخریج حدیث کے حصے کو زیادہ وسیع کیا گیا ہے۔ بیشتر مقامات پر رواۃ حدیث کا نام اور متن بھی نقل کر دیا ہے۔ ایک حدیث اگر ایک سے زائد راویوں سے آئی ہے تو اس کی

بھی نشاندہی کر دی ہے، فنی تدوین بھی کی گئی۔ طویل مقدمہ بھی شامل اشاعت ہے۔ رجال ہدایہ کا تعارف بھی کرایا گیا، اور ابواب بندی کا بھی خاص طور پر اہتمام کیا گیا''۔

مترجم کا مبسوط مقدمہ فقہ کے طلبہ کے لیے خاصے کی چیز ہے جو ص ۲۱ تا ۲۷۷ مختلف عنوانات کے تحت شامل اشاعت ہے۔ کتاب و صاحب کتاب کے تعارف کے ساتھ، فقہ، تاریخ فقہ اور بالخصوص ہدایہ میں موجود فقہی اصطلاحات کی تشریح نے کتاب کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

ان تمام خوبیوں کے باوصف جا بجا لفظی اغلاط (پروف) اور بعض پیراگراف میں ابہام لائق توجہ ہے۔ مثال کے لیے صرف ایک پیراگراف درج کیا جاتا ہے:

''دونوں طبقوں کے درمیان اس تقسیم سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر وہ شخص جو محدث ہوگا وہ فقیہ نہیں ہو سکتا اور جو فقیہ ہوگا وہ محدث نہیں ہوگا۔ دو صفتوں اور دو کمالات کا ایک ہی فرد میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ امام مالک بن انس (م: ۱۷۹ھ اور امام محمد بن اسماعیل البخاری (م: ۲۵۶ھ) کا نام اس ضمن میں پورے وثوق سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اِن دونوں کی تصانیف ''الموٴطا'' اور ''الجامع الصحیح'' اس حقیقت کی گواہ ہیں۔ محدثین اور فقہاء دونوں طبقوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ امام مالک اور امام بخاری بلند پایہ محدث بھی تھے اور فقیہ بھی۔ بطور خاص امام مالک مدینہ منورہ میں اپنے درس حدیث کی وجہ سے ''امام دارُالہجرۃ'' کہلائے اور اہل سنت کے چار مسلمہ فقہی مکاتب فکر میں سے ایک مکتب فکر ان کی طرف منسوب ہوا اور وہ درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ ان کی یہ دوہری حیثیت ان کی کتاب ''الموٴطا'' میں بھی نمایاں ہے، وہ بیک وقت مجموعہ حدیث بھی ہے اور فقہی مسائل اور اجتہاد و استنباط کا ایک گراں قدر ذخیرہ بھی۔ یہی حال امام بخاری کی ''الجامع الصحیح'' کا ہے۔ اس حقیقت کو سبھی اہل علم نے تسلیم کیا ہے کہ ''الجامع الصحیح'' اگرچہ مجموعۂ احادیث ہے مگر اس کی ترتیب فقہی انداز پر ہے اور اس کے ابواب و تراجم امام بخاری کے فقہی مسلک کے ترجمان ہیں''۔

مندرج اقتباس میں دعویٰ و دلیل میں بیّن تضاد واضح ہے۔

شریعہ اکیڈمی بلاشبہ اس اعتبار سے قابل تحسین ہے کہ وہ امہات الکتب کے تراجم کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے، لیکن یہ شکایت شاید بے جا نہ ہو گی کہ ہدایہ جیسی کتاب کے لیے تین قسم کا ادنیٰ درجہ کا کاغذ استعمال کرنا شریعہ اکیڈمی جیسے ادارہ کے لیے مناسب نہیں۔ مزید برآں پروف کی اغلاط

بھی لائق توجہ ہیں۔ ایک اور جانب توجہ دلانا بھی مقصود ہے کہ صفحہ ۴۹ پر مترجم کے دستخط ثبت ہونے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے بعد کے اضافے مترجم کے نہیں بلکہ وہ اکیڈمی کی کوشش ہے، جبکہ ایسا نہیں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ اُردو داں طبقہ کے لیے مفید ہو گا۔ مترجم کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور اُن کی کتابوں کے دیگر امتیازات میں اُن کی سلاستِ زبان کو نمایاں اہمیت حاصل ہے...... اس ترجمہ میں بھی یہ خوبی نمایاں ہے، تاہم شگفتگی تحریر کا وہ معیار نہیں جو مترجم کی دوسری تصنیفات کا امتیاز ہے۔